20276
110

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب محترم المقام حضرت مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

درج ذیل سوالات کے جوابات مطلوب ہیں

۱۔ اموال زکوٰۃ کے سلسلے میں مویشیوں میں جو سائمہ اور غیر سائمہ کی تعریف ہے وہ صرف زکوٰۃ دینے والے کے حق میں ہے یا زکوٰۃ لینے کے استحقاق میں بھی موثر ہے؟ یعنی کسی شخص کو اگر استحقاق اخذ زکوٰۃ کے لحاظ سے جانچا جا رہا ہے تو مویشیوں کے لحاظ سے کیا یہ دیکھا جائے گا اس کے پاس کتنے سائمہ جانور ہیں اور ضرورت سے زائد کتنے غیر سائمہ جانور ہیں یا مطلقاً ضرورت سے زائد مویشی دیکھے جائیں گے؟ اور ضرورت سے زائد تمام مویشی اور اس کی ملکیت میں موجود تمام اموال زکوٰۃ کو ملا کر نصاب سے کم ہوں تو وہ مستحق زکوٰۃ شمار ہو گا یا نہیں؟

۲۔ استحقاق اخذِ زکوٰۃ کے لحاظ سے سائمہ کے نصاب سے کم مویشیوں کی قیمت و مالیت کا اعتبار ہو گا یا تعداد کا اور اگر تعداد کا اعتبار ہے تو اس کا معیار کیا ہے؟

۳۔ اگر کچھ جانور سائمہ اور کچھ غیر سائمہ ہوں تو ان کو ضم کیا جائے گا یا نہیں اور ضم کیا جائے گا تو قیمت کا اعتبار ہو گا یا عدد کا؟

۴۔ سائمہ جانور کی تعریف کیا ہے؟ بعض مقامات پر جانور تو چراہ گاہ میں چرتے ہیں مگر ان پر چرواہا مقرر ہوتا ہے جو دیکھ بھال کرتا ہے ایسے جانور سائمہ رہیں گے یا غیر سائمہ بن جائیں گے؟

۵۔ جس طرح غیر سائمہ جانور جو ضرورت کے تحت ہوں وہ استحقاق زکوٰۃ سے مانع نہیں ہیں تو کیا سائمہ جانور جو نصاب سے کم ہوں استحقاق زکوٰۃ سے مانع ہوں گے یا نہیں؟

۶۔ مویشیوں میں ضرورت کا معیار کیا ہے؟ نیز کچھ جانور اگر دودھ کے لیے رکھے گئے ہیں اور وہ دودھ اس کی گھریلو ضرورت سے زائد ہے تو جتنے جانور اس کی دودھ کی ضرورت سے زائد دودھ دے رہے ہیں وہ جانور اخذِ زکوٰۃ سے مانع ہوں گے یا نہیں؟

اور اگر کچھ جانور دودھ کے لیے رکھے ہیں اور ان کے دودھ کو بیچنے سے جو آمدنی ہوتی ہے اس سے اس غریب کے گھر کا گزر بسر ہوتا ہے تو کیا ان جانوروں کی مالیت کو اس شخص کے اموال زکوٰۃ میں شامل کر کے غیر مستحق قرار دیا جائے گا؟

۷۔ اگر مرغیاں انڈے اور چوزے کے حصول کے لیے رکھی ہیں اور ان کو فروخت کر کے اس غریب آدمی کا گزر بسر ہوتا ہے تو کیا ان مرغیوں کی مالیت کو شمار کیا جائے گا؟

۸۔ اصولی طور پر کسی شخص کو زکوٰۃ دینے سے پہلے سونا، چاندی، نقدی، مال تجارت اور غیر ضروری سامان (اپنی تمام تر تفصیلات کے ساتھ) کے علاوہ کوئی اور چیز بھی دیکھی جاتی ہے؟ بینوا توجروا

دار الافتاء

محمد وصی بٹ
گلشن اقبال
کراچی
(جواب منسلک ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱)۔۔۔اصل سوال کے جواب سے پہلے بطور تمہید واضح رہے کہ جو شخص کسی بھی نصاب (سونا، چاندی اور مویشی وغیرہ) کا مالک تو نہ ہو لیکن اسکے پاس ضرورت سے زائد اتنی اشیاء ہوں (جن میں ضرورت سے زائد تمام جانور خواہ سائمہ ہوں یا غیر سائمہ سب شامل ہیں) جن کی مجموعی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر ہو تو وہ بھی زکوۃ نہیں لے سکتا۔ کیونکہ ایسا شخص اصطلاح شریعت میں موسر کہلاتا ہے اور موسر شخص زکوۃ نہیں لے سکتا بلکہ اس پر خود قربانی اور صدقہ فطر کی ادائیگی لازم ہوتی ہے۔ البتہ جو شخص موسر بھی نہ ہو وہ زکوۃ لے سکتا ہے۔

اس تمہید کی روشنی میں آپکے سوال کا جواب یہ ہے کہ صورتِ مسئولہ میں مطلقاً صرف ضرورت سے زائد مویشی دیکھے جائیں گے، سائمہ اور غیر سائمہ میں فرق نہیں کیا جائیگا۔ لہذا جو شخص کسی بھی نصاب کا مالک نہ ہو اور ضرورت سے زائد تمام مویشی کی قیمت دوسری ضرورت سے زائد اشیاء (خواہ تجارت کے لئے ہوں یا تجارت کیلئے نہ ہوں) کی قیمت سے مل کر بھی اگر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت تک نہیں پہنچتی (یا اس پر قرضہ اتنا زیادہ ہے کہ نصاب کے برابر مالیت اس کے پاس نہیں بچتی) تو ایسا شخص چونکہ شریعت کی اصطلاح میں موسر نہیں لہذا وہ زکوۃ وصول کرسکتا ہے۔

فی الدر: ٣٤٨/٢

و) لا إلی (غنی) یملك قدر نصاب فارغ عن حاجته الأصلية من أی مال كان كما لو ملك نصاب سائمة لا تساوی مائتی درهم كما جزم به فی البحر و النهر و أقره المصنف قائلا

وتحته فی ردالمحتار:

قال فی العناية ولا يجوز دفع الزكاة إلى من ملك نصابا سواء كان من النقود أو السوائم أو العروض فأوهم ما فی البحر وهو مدفوع لأن قول العناية سواء كان الخ مفيد تقدير النصاب بالقيمة سواء كان من العروض أو السوائم لما أن العروض ليس نصابها إلا ما يبلغ قيمته مائتی درهم وقد صرح بأن المعتبر مقدار النصاب فی التبيين وغيره واستدل له فی الكافی بقوله من سأل وله ما يغنيه فقد سأل الناس إلحافا قيل وما الذی يغنيه قال مائتا درهم أو عدلها فقد شمل الحديث اعتبار السائمة بالقيمة لإطلاقه وقد نص على اعتبار قيمة السوائم فی عدة كتب من غير خلاف فی الأشباه و السراج و الوهبانية وشرحيها و الذخائر الأشرفية وفی الجوهرة قال المرغينانی إذا كان له خمس من الإبل قيمتها أقل من مائتی درهم

(جاری ہے)

Scanned by CamScanner

تحل له الزكاة وتجب عليه وبهذا ظهر أن المعتبر نصاب النقد من أى مال كان بلغ نصابا من
جنسه أو لم يبلغ اه ما نقله عن المرغينانى اه ما فى الشرنبلالية ملخصا

وفى الفتاوى الهندية ٥-٢٩٢

والموسر فى ظاهر الرواية من له مائتا درهم أو عشرون ديناراً أو شیء يبلغ ذلك سوى مسكنه
ومتاع مسكنه ومركوبه وخادمه فى حاجته التى لا يستغنى عنها، فأما ما عدا ذلك من سائمة
أو رقيق أو خيل أو متاع لتجارة أو غيرها فانه يعتد به من يساره۔

(۲)---نصاب سے کم قابلِ زکوۃ سائمہ جانور میں یسار معلوم کرتے وقت قیمت کا اعتبار ہے، تعداد کا اعتبار نہیں ہے۔

(۳)---مطلقاً ضرورت سے زائد مویشی کی قیمت لگائی جائیگی۔ سائمہ اور غیر سائمہ میں فرق نہیں کیا جائیگا۔

(۴)---سائمہ جانور کی تعریف یہ ہے کہ جو جانور جنگل میں چرتے ہوں اور انہیں صرف نسل بڑھانے کیلئے پالا جارہا ہو یا
ان سے دودھ حاصل کرنا ہو لہٰذا جن جانوروں کو نسلی بڑھوتری اور شیرافزوئی یعنی دودھ حاصل کرنے کے بجائے سواری کے
لئے یا باربرداری کے لئے رکھا جائے مگر جنگل میں چرایا جائے، ان پر زکاۃ نہیں۔
واضح رہے کہ صرف چرواہا مقرر ہونے کی وجہ سے کوئی جانور جس میں سائمہ کی شرائط پائی جاتیں ہیں، سائمہ ہونے
سے نہیں نکلے گا۔ کیونکہ کسی جانور کے سائمہ نہ ہونے کا مدار اس بات پر نہیں ہے کہ اس کیلئے چرواہا مقرر ہے یا نہیں۔

وفى بدائع الصنائع ٢-٣٠

وأما صفة نصاب السائمة فله صفات منها أن يكون معدا للاسامة وهو أن يسيمها للدر
والنسل لما ذكرنا أن مال الزكاة هو المال النامى وهو المعد للاستنماء۔ والنماء فى الحيوان
بالاسامة اذ بها يحصل النسل فيزداد المال فان أسيمت للحمل أو الركوب أو اللحم فلا زكاة
فيها ولو أسيمت للبيع والتجارة ففيها زكوة مال التجارة لا زكاة السائمة، ثم السائمة هى
الراعية التى تكتفى بالرعى عن العلف ويمونها ذلك ولا تحتاج الى أن تعلف، فان كانت تسام
فى بعض السنة وتعلف وتمان فى البعض يعتبر فيه الغالب؛ لأن للأكثر حكم الكل۔ ألا ترى
أن أهل اللغة لا يمنعون من اطلاق اسم السائمة على ما تعلف زماناً قليلاً؟ ولأن وجوب
الزكاة فيها لحصول معنى النماء وقلة المؤنة؛ لأن عند ذلك يتيسر الأداء فيحصل الأداء عن

(جاری ہے)

دار الافتاء

Scanned by CamScanner

طيب نفس وهذا المعنى يحصل اذا أسيمت فى أكثر السنة ۔

وفى الدر المختار: (ج:٢ص:٢٧٦)

المكتفية بالرعى المباح ذكره الشمنى فى أكثر العام لقصد الدر والنسل ذكره الزيلعى وزاد فى المحيط والزيادة والسمن ليعم الذكور فقط لكن فى البدائع لو أسامها للحم فلا زكاة فيها كمالو أسامها للحمل والركوب ولو للتجارة ففيها زكاة التجارة ۔

وفى الشامية: (ج:٢ص:٢٨٠)

فلو علوفة فلا زكاة فيها إلا إذا كانت للتجارة فلا يعتبر فيها العدد بل القيمة ۔

(۵)۔۔۔نصابِ یسار سے کم جانور خواہ سائمہ ہوں یا غیر سائمہ استحقاق زکاۃ سے مانع نہیں ہونگے ۔

(٦)۔۔۔وہ مویشی جن کا دودھ روزمرہ کے گزر وبسر کیلئے استعمال ہوتا ہے یا انکے دودھ کو فروخت کرکے جوآمدنی حاصل ہوتی ہے، اس سے گھر کا گزر بسر چلتا ہے تو ایسے مویشی استحقاق زکوۃ سے مانع نہیں ہونگے، تاہم اگر کچھ مویشی ایسے ہوں جنکا دودھ یا دودھ کوفروخت کرکے حاصل ہونے والی آمدنی ضرورت سے زائد ہو، تو اس صورت میں یہ مویشی ضرورت سے زائد شمار ہونگے اور استحقاق زکوۃ کیلئے ان کی مالیت کا اعتبار کیا جائیگا۔

یاد رہے کہ جو دودھ فروخت کرنے کیلئے رکھا گیا ہے، اسے احتیاطاً اموالِ زکوۃ میں شامل کیا گیا ہے (دیکھئے تبویب فتوی نمبر ۷۸/۱۷۱۳) لہذا دودھ اور اسکو فروخت کرکے حاصل ہونے والی آمدنی دیگر اموال کے ساتھ ملکر نصابِ یسار تک پہنچ جائے تو ایسا شخص مستحق زکوۃ نہیں ہوگا۔

(۷)۔۔۔چونکہ ان مرغیوں کے انڈے اور چوزے حاجت کیلئے استعمال ہوتے ہیں لہذا استحقاقِ زکوۃ کیلئے ان مرغیوں کی مالیت کوشمار نہیں کیا جائیگا۔ البتہ جو چوزے فروخت کرنے کیلئے پالے جارہے ہوں، انہیں احتیاطاً اموالِ زکوۃ میں شامل کیا جائے اور انڈوں اور چوزوں کوفروخت کرکے حاصل ہونے والی آمدنی بہرحال اموال زکوۃ میں شامل ہے (دیکھئے تبویب فتوی نمبر ۷۸/۱۷۱۳) لہذا اگر یہ سب نصاب کے بقدر ہوجائیں تو اسکی زکوۃ لازم ہوگی اور زکوۃ لینا بھی جائز نہیں ہوگا۔ لیکن اگر نصاب تک نہ پہنچے اور یہ شخص موسر بھی نہ ہو تو زکوۃ وصول کرسکتا ہے۔

فی سنن ابی داؤد: (۳/۲)

عن سمرة بن جندب قال أما بعد فإن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان يأمرنا أن نخرج

(جاری ہے)

Scanned by CamScanner

الصدقة من الذى نعد للبيع

في شرح ابى داؤد للعيني: ٢١٩/٦

قوله" :من الذى نعد للبيع "من الإعداد، وهو :التهيئة يقال :أعده لأمر كذا :هيأه له، وبالحديث استدل العلماء أن المال الذى يعد للتجارة إذا بلغت قيمته نصابا تجب فيه الزكاة من أى صنف كان

(٨)۔۔۔کسی شخص کے مستحقِ زکوۃ ہونے کیلئے مالیت کے اعتبار سے تو یہی دیکھا جاتا ہے کہ اسکے پاس کسی قسم کا نصاب نہ ہو اور ضرورت سے زائد سامان ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر نہ ہوتاہم اسکے علاوہ یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ وہ شخص مسلمان ہو اور سید نہ ہو کیونکہ غیر مسلم اور سید کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

محمد ابراہیم

ابراہیم عیسیٰ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۲۹/ جمادی الثانی ۱۴۴۰ھ

۷/ مارچ ۲۰۱۹ء

الجواب صحیح

احقر محمود اشرف غفراللہ

۲۹/۶/۱۴۴۰ ھ

07-03-2019 ش

الجواب صحیح

۲۹/۶/۱۴۴۰ ھ

دار الافتاء
فتوی نمبر ۲۱۲۰۵۷
۲۹/۶/۱۴۴۰ھ
۷/۳/۲۰۱۹
جامعہ دارالعلوم کراچی

مفتی